© rasailojaraid.com

ھاؤس کی کنٹین میں بعض نامناسب باتیں کیں۔ میں نے اُن کی تردید کی۔ اور اس سے روکا۔ جب وہ نہ مانے تو میں نے کہا کہ آج سہ پہر آپ کی بی بی سی پر تقریر ہے۔ آپ یہی خیالات نشر کر دیجئے۔ اس کے بعد کافی دیر تک وہ ساکت و صامت رہے' اور بات آئی گئی ہو گئی۔ بہت بعد کو معلوم ہُوا کہ سکول آف اورینٹیل اینڈ افریکن سٹڈیز" کی کنٹین میں بھی بعض پاکستانی طلبہ سے بھی "تلخ کلامی ہوئی تھی۔ جس کے ایک آدھ دن بعد کسی من چلے نے عاشق صاحب سے کہا کہ ایک پٹھان چھُرا لئے آپ کی تلاش میں ہے۔ تو وہ ہفتہ بھر گھر سے باہر نہ نکلے۔"

"میں نے جب داڑھی رکھی۔ تو عاشق صاحب کو اچھی نہ لگی۔ کہنے لگے، قاسمی صاحب! کیا آپ بہروپئے ہیں ؟" اس سوال کا جواب خاموشی کے سوا کیا ہو سکتا تھا۔"

"ایک بار بیئر سے شوق فرما کر وہ پب سے باہر آ رہے تھے۔ تبلیغی جماعت کے ایک سیّاح مبلّغ نے انہیں راستے میں روکا بڑے ادب سے سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ انہیں جیسا کہ تبلیغی بھائیوں کا دستور ہے۔ خود کلمہ پڑھ کر سُنایا۔ پھر اُسی کا ترجمہ پیش کیا۔ اور بعد ازاں یہی کچھ عاشق صاحب سے سُننے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ بپھر گئے۔ تبلیغ کرنے آئے ہو وہ سامنے شراب خانہ ہے۔ اُس کے اندر کافر انگریزوں کو دعوتِ اسلام دو۔ ویسے تم نے یہاں آنے پر کتنا روپیہ خرچ کیا؟ اُس مسکین نے تفصیل بتائی تو اُسے آڑے ہاتھوں لیا۔ تمہیں اس اسراف پر شرم نہ آئی۔ اس رقم سے کسی محتاج کی بیٹی کے ہاتھ پیلے کئے ہوتے۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ کیا لینے آئے ہو یہاں ؟ ہونق! بھاگو، ورنہ......"

"کسی زمانے میں عاشق بٹالوی صاحب بھی بعض مذہبی خیالات سے کُھل کھیلتے تھے۔ تاہم زندگی کے اس آخری دَور میں اُن میں دین کے ناتے شوخی اور شرارت پہلے جیسی نہ رہی تھی۔"

ایک جگہ قاسمی صاحب رقم طراز ہیں :

"عاشق صاحب مداہنت کے بغیر صلح کل مسلک کے حامل تھے۔ وہ کٹر مسلم لیگی بھی رہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بعض غیر مسلم لیگی اکابر کا بے حد احترام کرتے تھے۔ علامہ مشرقی کی ذہانت اور دیانت دونوں کے قائل تھے۔ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کی جرأت اور بے نفسی کے بہت مدّاح تھے۔ اور جماعت اسلامی کے اکابر میں سے ملک نصر اللہ خان عزیز کے اعلیٰ صحافیانہ کردار، خوش خلقی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظرافت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ۔"

"پاکستان میں اپنی آخری اقامت کے دوران ...... وہ جناب محمد حنیف رامے کی اہلیہ شاہین رامے کی وفات کے بعد اظہارِ تعزیت کے لئے بطورِ خاص گئے .... اُن کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ .... رامے صاحب دوبارہ پیپلز پارٹی سے وابستہ ہونے والے ہیں ...... عاشق صاحب کا ردِّ عمل معاندانہ نہ تھا ۔ وہ اِس معاملے میں بہت وسیع النظر واقع ہوئے تھے ۔ کوئی کون سی سیاسی جماعت کو پسند کرتا ہے یہ اُس کا ذاتی معاملہ ہے ۔"

دُوسری جگہ قاسمی صاحب نے بٹالوی صاحب کی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن سے اُن کی اِس صُلح کل مسلک کی خود ہی تردید ہو جاتی ہے ——— لکھتے ہیں :

"بیوروکریسی میں چند افراد انہیں ناپسند تھے ۔ بالخصوص مرحوم ایس ایم اکرام اور قدرت اللہ شہاب کو بہت ناپسند کرتے تھے ۔ اوّل الذکر کی علمی وجاہت کے وہ ہرگز قائل نہ تھے ۔ اور مؤخر الذکر سے انہیں گلہ تھا کہ انہوں نے لندن میں پاکستانی سفارت خانے کے ذریعے اُن کی (عاشق حسین بٹالوی صاحب) کی ایک تعلیمی سکیم چُرالی تھی ۔"

"مولانا ابو الکلام آزاد سے اُنہیں خاص کدُ تھی ۔ وہ موقع بے موقع اُن کے اِستہزا سے لطف اندوز ہوتے تھے ۔ اُنہیں اُن سے گلہ تھا کہ وہ پنجابی الاصل پیرزادے ہونے کے باوجود مکّی اور دہلوی ہونے کا تاثر دیتے ہیں ۔"

"وہ ہندو کانگریس کی قیادت سے بھی نالاں تھے ۔ اور مولانا ابو الکلام آزاد کے تو وہ سخت مخالف تھے ۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی وہ مسلم لیگ کو معصوم اور خطاؤں سے مبّرا نہیں سمجھتے تھے ۔ قائدِ اعظم کے انتہائی احترام کے باوجود اُن کے سیاسی تجزیوں اور فیصلوں کے بارے میں ناخوش تھے ۔"

ایک جگہ قاسمی صاحب لکھتے ہیں :

"ہمارے یہاں سوءِ ظن کا بہت رواج ہے ۔ اور انگریزی محاورے کے بقول ہم نتائج تک چھلانگ لگانے کے خوگر ہیں ۔ اپنی پریکٹس کے دوران میں اعجاز صاحب (برادر عاشق حسین بٹالوی) قادیانیوں کے وکیل رہے ہیں ۔ اِس سے اُن کے عقیدہ کے بارے میں غلط رائے قائم کی گئی ۔ حالانکہ اِس بٹالوی خاندان کے افراد صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان ہیں ۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دُوسری طرف قاسمی صاحب نے قادیانی اکابر سے عاشق صاحب کے درجِ ذیل تعلقات کا ذکر کر کے خود ہی اپنی مذکورہ بالا بات کا ردّ مہیا کر دیا ہے۔ تحریر کرتے ہیں:

"قیامِ پاکستان کے فوراً بعد اُن کی ملاقات مرزا البشیر الدین محمودؔ سے ہوئی جو قادیان سے لاہور آمد پر انہیں وہاں دیکھ کر بہ تکرار کہنے لگے۔ "آپ آ گئے؟ آپ آ گئے؟" اور بعد کو ایک خصوصی ایلچی کے ہاتھ رُقعہ بھیجا۔ اور پانچ سو روپے بطورِ اعانت پیش کیے۔ یہی رقعہ آگے چل کر سر ظفر اللہ خان کے ساتھ اُن کے گہرے دوستانہ مراسم کا سبب بنا۔"

"چودھری ظفر اللہ خان کے ساتھ اُن کے خصوصی مراسم تھے۔ یُوں تو بٹالہ اور قادیان کے قُربِ مکانی کے باعث بہت سے اصحاب کے باھمی تعلّقات اِنفرادی یا خاندانی حوالوں سے ممکن رہتے ہیں۔ تاہم چودھری سر ظفر اللہ خاں کے ساتھ عمیق اور پائیدار وابستگی کی اصل وجہ وہ رقعہ تھا جس کا ذِکر اُوپر آ چکا ہے۔ یہ رقعہ عاشق صاحب کو احمدی کیمونٹی کے تیسرے مذہبی پیشوا مرزا البشیر الدین محمودؔ نے قیامِ پاکستان کے معاً بعد، وُرودِ لاہور کے موقع پر لکھا تھا۔ عاشق صاحب نے جب اِس کا ذکر چودھری صاحب سے کیا تو وہ نہ مانے۔ اِس بنا پر کہ اُن کے حضرت صاحب بطور معمول ایسے حضرات کو ہمیشہ اپنے پرائیوٹ سیکرٹری کے ذریعہ خطوط یا پیغامات بھجواتے تھے۔ تاہم جب وہ رقعہ پیش کیا، تو چودھری صاحب فرطِ عقیدت سے آبدیدہ ہو گئے۔ اُسے چُوما۔ آنکھوں سے لگایا۔ اور فرمائش کی کہ یہ رقعہ اُن کو مرحمت کر دیا جائے۔ عاشق صاحب نے اُن کی فرمائش پُوری کر دی اور اِس طرح ایک لازوال دوستی وجود میں آ گئی۔ چودھری صاحب اُن کے گردیدہ ہو گئے۔ ایک بار چودھری صاحب بی بی سی گئے۔ ڈائریکٹر جنرل نے اُن کا استقبال کیا۔ آنے کے ساتھ ہی انہوں نے بٹالوی صاحب کا پُوچھا۔ بس ایک تہلکہ مچ گیا۔ بی بی سی نے بعد ازاں اُنہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا۔

اپنے آخری ایّام میں عاشق صاحب، چودھری صاحب کی یادداشتوں کی تدوین، طباعت اور پروف ریڈنگ میں منہمک تھے۔ چودھری صاحب جس زمانے میں عالمی عدالت کے جج تھے اور بعد کو چیف جسٹس بھی رہے، لندن میں آتے جاتے تھے۔ عاشق صاحب سے ملاقات کے ہمیشہ متمنّی رہتے تھے۔ لیکن عاشق صاحب اپنی دُھن کے پکّے اور اپنے تحقیقی مقصد کی تکمیل کے لئے اپنے مطالبہ میں سخت گیر واقع ہوئے تھے۔ چودھری صاحب سے اُن کا مطالبہ یہ تھا کہ جب آپ کے پاس پانچ چھے گھنٹے فالتو ہوں تو مجھے ملاقات کا موقع دیں ورنہ نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک روز خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مجھے عاشق صاحب کا فون آیا کہ چودھری صاحب لندن میں ہیں اور آج بڑی شرط پوری کر سکتے ہیں ۔ وہ مجید نظامی صاحب (موجودہ ایڈیٹر نوائے وقت) کو اور مجھے اس ملاقات میں شریک کرنا چاہتے ہیں ۔ مجید نظامی صاحب اس روز لندن سے باہر تھے ۔ لہٰذا عاشق صاحب نے مجھے طلب فرمایا ۔ پکاڈلی سرکس کے قریب ایک اعلیٰ درجے کے ریستوران میں جس کی اندرونی چھت سنہری تھی ، یہ محفل بپا ہوئی ۔ پہلے کافی کا دور چلا ۔ پھر دوپہر کا کھانا ہوا اور اس کے بعد چائے پی گئی ۔ اس دوران میں بیسیوں سوالات انہوں نے چودھری صاحب سے کیے ، اور بڑی شرح و بسط کے ساتھ اُن کے جوابات حاصل کیے ۔ پُرانے ہم عصروں میں سے ایک موقع پر علامہ اقبال کے ایک مرحوم ہم عصر پیر تاج الدین صاحب کا شاید ذکر آیا ۔ تو اُن کی کثرتِ روایات کے پیشِ نظر عاشق صاحب نے انہیں اس دور کے ابوہریرہ کا خطاب دیا ۔ مجھے چودھری صاحب کے ردِّ عمل سے نہایت خوشگوار تعجب ہوا وہ دوستانہ انداز میں لیکن بڑی مضبوطی کے ساتھ برہم ہوئے اور کہنے لگے :

"ایسا ہرگز نہ کہیں کیونکہ یہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک جلیل القدر صحابی کی شان میں گستاخی ہوگی ۔"

عاشق صاحب نے فوراً تصحیح کر لی ...... اس ملاقات کے چند ہفتے بعد عاشق صاحب بی بی سی آئے اور مجھ سے مخاطب ہوئے بغیر مجھ پر برس پڑے ۔ مغلّظات سے بھی نوازا ۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ چکّر کیا ہے ۔ لُبِّ لباب یہ تھا کہ کسی نے چودھری صاحب کو ہیگ خط لکھا کہ عاشق بٹالوی آپکی نجی زندگی کے بارے میں ناخوشگوار گپ شپ میں حصّہ لیتے ہیں ۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح تھی ۔ کیونکہ وہ نہ صرف چودھری صاحب کے خلاف بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کی عیاشی کے قصے بھی مزے لے لے کر بیان کرتے تھے ۔ کوئی اُن کو اس سے نہیں روک نہیں سکتا تھا ۔ اس کا ایک مثبت پہلو یہ تھا کہ جو لوگ ان کو قادیانیت نواز سمجھتے تھے ۔ اُن کا منہ بند کیا جا سکتا تھا ۔ کیونکہ جو شخص قادیانیوں کے مذہبی پیشوا کے بارے میں ایسے رویّہ کا حامل ہو وہ ختم نبوّت کا منکر کیوں کر ہو سکتا ہے ـــــ ؟"

ایک جگہ قاسمی صاحب نے لکھا ہے :

"وہ ہمیشہ سچائی کے جویا رہے اور ہمیشہ سچائی کی حمایت کرتے رہے ۔"

اس حوالے سے یہاں بٹالوی صاحب کی ایک تاریخی تحریف کا ذکر کرنا بے موقع نہ ہو گا کہ کافی عرصہ قبل جناب عاشق حسین بٹالوی انگلستان سے پاکستان تشریف لائے تو انہیں پنجاب یونیورسٹی میں اقبال ؒ پر لیکچرز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دینے کے لئے مدعو کیا گیا۔ اسوقت اُنہوں نے اقبال اور تحریک پاکستان پر مختصر تین لیکچر دیئے۔ بٹالوی صاحب نے اپنے دوسرے لیکچر میں مجلس احرار پر الزام لگاتے ہوئے کہا :

"یوں تو احرار مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں یہ غلط فہمی تھی کہ مسٹر جناح نے بمبئی کے تاجروں اور اودھ کے تعلق داروں سے کئی لاکھ روپے جمع کئے ہیں، جو آئندہ الیکشن میں لیگی اُمیدواروں کے کام آئیں گے۔ اس مغالطے میں مبتلا ہو کر چودھری افضل حق اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی وغیرہ یہ سمجھ بیٹھے تھے۔ کہ اِس فنڈ سے کم از کم ایک لاکھ روپیہ پنجاب کے حصہ میں ضرور آئے گا۔ میاں فضل حسین باخبر آدمی بھی اسی غلط فہمی کا شکار تھا۔

جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے۔ مسٹر جناح نے اپنی تقریر یا تحریر میں یہ نہیں کہا تھا کہ اُن کے پاس لاکھوں کا سرمایہ موجود ہے۔ لاکھوں کا کیا ذکر اُن کے پاس تو چند ہزار کی رقم بھی نہ تھی۔ اُنہوں نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے اُمیدواروں کو اپنے آپ الیکشن کے مصارف خود برداشت کرنا ہوں گے۔ بہرحال جب احرار کو پتہ چلا کہ پارلیمنٹری بورڈ کے پاس کوئی رقم نہیں تو انہوں نے سوچا کہ اگر الیکشن پر اپنی جیب سے خرچ کرنا پڑا تو پھر وہ آئندہ انتخابات میں جناح کا توسّل کیوں اختیار کریں؟ کیا احرار اتنے گئے گزرے ہیں؟ اور کیا پنجاب میں ان کی اِتنی ساکھ بھی نہیں کہ وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ کے بغیر الیکشن کی جنگ بھی نہ جیت سکیں گے؟ چنانچہ ان خیالات سے متاثر ہو کر انہوں نے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے استعفا دے دیا۔ اور اِس طرح مسلم لیگ اور احرار کا عارضی اتحاد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اس حادثہ کی تہ میں کوئی اصولی اختلاف نہ تھا۔ صرف تقسیمِ زر کے بارے میں غلط فہمی تھی۔ (اقبال اور تحریک پاکستان ۲۔ ص ۴۴ - ۴۵)

اس تاریخی تحریف اور سراسر جھوٹے الزام پر ڈاکٹر صاحب کا مؤاخذہ کرتے ہوئے ایڈیٹر ہفت روزہ "چٹان" لاہور جناب شورش کاشمیری مرحوم نے لکھا :

"جواب اس کا مدلل بھی ہے اور مسکت بھی مگر ہم اس ساز کے تاروں کو چھیڑنا نہیں چاہتے کیونکہ

ع اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

ہمیں زیادہ تعجب خود ڈاکٹر صاحب پر ہے کہ اُن کے قلم سے اس قسم کی باتیں اس مرحلہ میں نکل رہی ہیں۔ کہ جواب آں غزل میں خواہ مخواہ سنگینی پیدا ہو جاتی ہے۔"

ڈاکٹر صاحب خود ہی مقدمہ قائم کرتے خود ہی شاہد بن جاتے اور پھر خود ہی منصف کہلانا چاہتے ہیں۔ یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصول وقائع نگاری کے خلاف ہے۔ انہیں اپنے دعاوی کے لئے سند شہادت لانی چاہیئے۔ صرف ان کا بیان ہی ثقاہت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ غالباً یہ بات ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں نہیں آئی کہ لوگ اُن کی روایتوں کو واقدی کے ترازو میں تولتے اور جائز طور پر سرگوشی کرتے ہیں کہ :

"وہ انہی لوگوں کے بارے میں حکایتیں بیان کرنے کی زحمت فرماتے ہیں۔ جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اور ان لوگوں کے بارے میں قلم نہیں اُٹھاتے جو زندہ ہیں"۔ بٹالوی صاحب کا کوئی راوی یا روایتوں کا کوئی گواہ زندہ بھی ہے؟ انہوں نے اپنے قلم کو لکد کوبی کے لئے مرحومین کی قبروں کو منتخب کیا ہے تو کیوں؟ کیا اس لئے کہ اُنکی مدافعت کا ماحول نہیں رہا۔ اور کرگسوں کو عقابوں کا نام دینا شیوہ بن چکا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب کی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ "تاریخِ احرار" مصنفہ چودھری افضل حق نہیں گزری؟ یہ واقعہ اس میں من وعن درج ہے ملاحظہ ہو "تاریخِ احرار" ص ١٨٢ مطبوعہ زمزم بک ایجنسی بیرون موری دروازہ لاہور، پہلا ایڈیشن۔

"جوں ہی ہم نے لیگ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اُمراء کے ایوانوں میں زلزلہ آیا۔ امراء نے سوچا کہ مفلسی ہمارے گھر میں کیسے گھس آئی؟ کوئی تدبیر لڑاؤ کہ احرار، مکھن سے بال کی طرح نکال دیئے جائیں۔ سرمایہ دار بے حد ہوشیار تھا۔ احرار کا اخلاص تدبیر سے لاپرواہ رہا۔ مگر تدبیر کیا کرتے؟ جہاں سرمایہ کا سوال ہو وہاں اخلاص کو ہتھیار ڈالدینے ہوتے ہیں۔ پہلے لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے پچاس روپے کی رقم مقرر تھی۔ اب احرار کو لیگ کے ٹکٹ کا خریدار دیکھ کر ارباب لیگ نے رقم ۵۰۰/- روپے کر دی۔ تاکہ احرار کا کوئی اُمیدوار اِتنی رقم دے کر ٹکٹ حاصل نہ کر سکے۔ ہم نے ہزار چاہا کہ یہ رقم ڈھائی سو ہی ہو جائے تو مشکل آسان ہو مگر اس میں کامیابی بہت دُور دکھائی دی۔ ناچار احرار نے اپنے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا جب امراء لیگ نے سمجھا کہ اب خطرہ ٹل گیا ہے۔ تو پھر وہی پچاس روپے شرح ٹکٹ ٹھہری۔ غریبوں کا امیروں کے نظام میں گھس آنا آسان نہیں۔ جو اسے کھیل سمجھتے ہیں۔ تجربہ کی تلخی سے بالآخر منہ بسورتے ہیں۔ جمہوری ادارے جن پر سرمایہ دار قابض ہوں، اُن میں داخل ہونا بڑا کٹھن کام ہے۔ پھر اس پر قابض ہو کر عوام کے لئے مفید مطلب کام چلانا کھیل نہیں۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"تاریخِ احرار" کو شائع ہوئے آج پچیس سال ہو چکے ہیں۔ اس اثنا میں کسی شخص نے اس تحریر کی تردید نہیں کی۔ پیر تاج الدین، ماسٹر غلام رسول اور ملک برکت علی سب زندہ تھے۔ اس زمانہ میں سیاسی آب و ہوا کا مزاج "نسبتہً" جوش و غضب پر تھا۔ لیکن آج اس طویل عرصہ کے بعد ڈاکٹر صاحب کے غیب پر ان حقائق کا انکشاف ہو رہا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ سیاسیات میں احرار کو شکست ہو گئی۔ یہ بھی صحیح ہے کہ احرار کے وجود پر ان لوگوں نے بھی گرد و غبار اُڑایا۔ جو کیلے کی ایک پھلی، سگرٹ کے ایک کش اور بستر کی ایک شکن پر فروخت ہو جاتے ہیں، اس میں بھی کلام نہیں کہ احرار میں بعض دوسرے درجہ کے لوگ جو بعد میں اوّل درجہ کے رہنما ہو گئے، کسی لحاظ سے بھی قابلِ ذکر نہیں، لیکن چوہدری افضل حق یا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارہ میں یہ سوچنا بھی عظیم گناہ ہے، کہ وہ جلبِ منفعت یا حصولِ زر کے آدمی تھے۔ یہ بکنے والے ہوتے، تو اُن کے خریدنے والے خود بک بک کر انہیں خریدتے۔ کسی آدمی کے متعلق صحیح شہادت اُس کے ساتھی دے سکتے ہیں، یا وہ جنہیں اُن سے بلا واسطہ مطالعہ کا موقع ملا ہو۔ اس شخص کی شہادت کبھی ثقہ نہیں ہو سکتی جو اُن کے عیبوں کی تلاش میں دُور تک نکل گیا ہو۔ اور جب اُس کے سوزِ ناتمام کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو افسانے تراشنے میں باک محسوس نہ کیا، دشمن کی شہادت، دوست کے بارے میں کبھی مُستند نہیں ہو سکتی ——"

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور شمارہ نمبر ۱۸ جلد نمبر ۲۰ مورخہ یکم مئی ۱۹۶۷ء)

جعفر قاسمی صاحب نے عاشق حسین بٹالوی کے تذکرے میں قلم سے موتی بکھیرے ہیں، مگر قاسمی صاحب قبلہ کو ہم سے یقیناً اتفاق ہو گا۔ کہ ایسے مصلحت کوش لوگ، جن کی اپنی کوئی اُٹھان نہیں ہوتی۔ وقت و حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں، باہر کچھ —— اندر کچھ —— صبح کچھ —— شام کچھ ؎

رقیبِ رُوسیاہ و عاشقِ برگشتہ خُو ناخوش :: مزاجِ حلقۂ زہرہ وشاں یُوں بھی ہے اور یُوں بھی

قاسمی صاحب! ایک طرف تو آپ بٹالوی صاحب کو، دوستوں کے ساتھ بات بات پر جھنجھلاہٹ اور بدگمانی کا اظہار کرنے والا مسلمان اکابر کے استہزا سے لطف اندوز ہونے والا ایک جیّد صحابی رضؓ کے نام کو ایک دنیادار عام انسان پر منطبق کرنیوالا —————— شراب پی کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کی تبلیغ کرنے والوں پر برسنے والا، اُن کی بے عزتی کرنیوالا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دشمنوں کا گہرا دوست اور پیر اور کلب کا آدمی بتاتے ھیں، اور دوسری طرف آپ عاشق حسین کو حضرت علیؓ کے اِس ارشاد کا مصداق ٹھہراتے ھیں کہ:

"جب تک علم کو اپنا کُل نہ دوگے وہ تمہیں اپنا جزو نہیں دے گا۔"

اور پھر کہتے ھیں:

"عاشق صاحب نے علم کو اپنا کُل دے دیا اور علم نے اُن کو اپنا جزو عطا کر دیا تھا۔"

بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے:

اِک طرف گیسوئے عذرائے سخن کی رونق،
اِک طرف جبّہ و دستار خدا خیر کرے

بقیہ از صہ ۵۳

قیصر و کسریٰ کے ایوانوں کو عوام کی طاقت زمیں بوس ہونے سے کیوں نہ بچا سکی ....؟

کفارِ مکہ کی طاقت میدانِ بدر میں کیا ہوئی ....؟

امام احمد بن حنبلؒ فتنۂ خلق القرآن کے لئے تنہا ڈٹ گئے .... ایک ہی آواز گونجتی رہی گونجتی رہی اور گونجتی رہی کہ قرآن مخلوق نہیں اللہ کی کلام ہے .... بادشاہِ وقت اور پوری عوامی طاقت مل کر بھی انہیں راہِ راست سے نہ ہٹا سکے، نہ دبا سکے .... جیت کس کی ہوئی امام احمد بن حنبلؒ کی یا عوام کی ....؟

بس یاد رہے ...... ایک ہی طاقت ہے ...... اللہ کی طاقت ...... اور سارے چشمے یہیں سے پھوٹتے ہیں ..... اور جو چشمے یہاں سے پھوٹتے ہیں ان کا پانی میٹھا اور ٹھنڈا ہے ———— کبھی اسے بھی چکھ کر دیکھیں!

بقیہ از صہ ۲۱

ب ———— دوسرے ابو الحارث اللیث ابنِ خالد البغدادی۔ یہ بھی قرأت کے بہت بڑے عالم تھے ۲۴۰ھ کو اُن کی وفات ہوئی۔ یہ تذکرہ ان حضرات کا ہے جو کہ قراءِ سبعہ کے عنوان سے مشہور ھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ)

سیّدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ ـــ گورنر کوفہ

سیّدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی کے نواسے تھے۔ یعنی جو رشتہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا وہی ان کا بھی تھا۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ ابن ماکول کی روایت کے مطابق ھو طفل صغیر فتح مکہ کے روز وہ چھوٹے بچے تھے۔ بچپن ہی سے اللہ ربّ العزت نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازہ تھا ایمان کی روشنی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں کوئی خاص کارنامہ تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ بعض مؤرخین اور مفسرین نے ان کے بارہ میں ایک روایت نقل کی ہے کہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق کے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا لیکن وہ وہاں نہ گئے راستہ ہی سے واپس ہوکر بارگاہِ رسالت میں آکر کہ دیا کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس رپورٹ پر بنی المصطلق کے خلاف کارروائی کرنے کا مصمّم ارادہ فرما لیا۔ اسی اثنار میں اس قبیلے کے لوگوں کو اس رپورٹ کا علم ہوگیا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر صحیح صورتِ حال سے آپ کو آگاہ کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝	اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو کہیں ایسا نہ ہو کر تم کسی قوم کے خلاف ناواقفیت میں کوئی کارروائی کر بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔
حجرات: ع ۱	

یہ واقعہ سیّدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی جانب غلط منسوب کیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے بڑے شدّ و مد سے ان روایات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جن میں یہ واقعہ ذکر ہے لیکن روایت اور

© rasailojaraid.com